



## سوال

(512) بینک سے صدی قرض لینا

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا جو شخص سنٹرل بینک قانون گورنمنٹ کا ممبر ہو اور خود بھی بینک کے ذریعے روپیہ سودی بوجہ استقراضاً لیتا ہو اور عوام الناس کو بھی اس سنٹرل بینک کی طرف رغبت دیتا ہو، اور ایسے سودیے کو جائز کہتا ہو اور رشوت وغیرہ اعلانیہ لکھتا ہو اور حد درجہ کا غیبت ہو کسی شخص حتیٰ کہ علمائے کرام موجودہ کی بھی سخت سے سخت غیبت کرنے میں دریغ نہیں کرتا اور نہایت قبیح منہج اور فضیح ہو اور انحال کہ شخص موصوف چند کتب حدیث بھی پڑھا ہو اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ امامت اس کی اتفاقیہ ہو یا مقررہ (الوسعیہ از نیچہ کلاں)

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شخص مذکورہ میں اگر واقعی یہ صفات قبیح پائی جائیں تو امام نہ بنایا جائے حدیث شریف میں ہے، اطلعوا منکم نیارکم، (لپنے میں سے اچھے شخص کو امام مقرر کیا کرو) اور اگر اتفاقیہ پڑھا رہا ہے تو مل جانا چاہیے، حکم **وَازْكَوْا مَعَ الزَّالِمِيْنَ ۴۳** سورة البقرة

س :- بینک وغیرہ سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟ سود کے حکم میں ہے یا نہیں؟

تشریح

پس واضح ہو کہ :-

(۱) سیونگ بینک قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جو تجارت پشہ نہیں ہیں اور ان کی رقم ان کے پاس فاضل پڑی ہے اس بینک میں جتنا روپیہ چاہیے جمع کریں اور سرکار سے جس مصرف میں چاہے صرف کر کے فائدہ حاصل کرے، اور اس نفع میں سے بحساب سالانہ فی صدی انہیں بھی کچھ دے، اس حالت میں روپیہ جمع کرنے والے کو بلا مشقت نفع ملتا ہے یعنی وہ روپیہ دے کر روپیہ بڑھاتا ہے جو یقینی ربا کی صورت ہے جیسا صحیح حدیث سے صاف ظاہر ہے۔

اَيْتَمُوْا الدِّيْنَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مَقْلًا يُّشَلُّ، وَلَا تَشْتَرُوْا بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا تَيْمَمُوْا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ اِلَّا مَقْلًا يُّشَلُّ، وَلَا تَشْتَرُوْا بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا تَيْمَمُوْا مَنَّا غَايِبًا يَّنَاجِرُ (منتق علیہ).

اور صحیح مسلم میں یوں ہے،

الدینار بالدینار لا فضل بینہما والدرہم بالدرہم لا فضل بینہما

دوسری روایت میں اور بھی صاف کر دیا ہے ،

الذہب بالذہب وزنا یوزن مثلاً بمثل والفضة بالفضة وزنا یوزن مثلاً بمثل فمن زاد او استزاد فوریاً .

لیکن شراکت فی البضایع تو اس کی شکل ہی جدا ہے کیوں کہ اس میں نفع و نقصان پر حصہ لگتا ہے اور بینک میں یہ شرط نہیں پائی جاتی ، لہذا اس میں روپیہ لگانا تجارت کے تحت سے خارج ہو گیا ،

روا کا اصول ہے کہ اس سے ایک شخص بلا محنت فائدہ حاصل کرتا ہے اور دوسرا مفت میں نقصان اٹھاتا ہے اور یہ جزو **لَا تَطْلُمُونَ وَلَا تُتَطَّلَمُونَ** ۲۷۹ سورۃ البقرۃ قابل غور ہے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ بنکوں میں اس کی مثال کہاں تک ملتی ہے ظاہر کرتا ہے کہ سرکار روپیہ جمع کرنے والے کو انٹرسٹ دے کر اپنا نقصان نہیں کرتی ہے بلکہ اس رقم سے نفع اٹھا کر کچھ دیتی بھی ہے ،

اب یہ جلنے کی ضرورت ہے کہ گورنمنٹ کو ہمیشہ فائدہ ہی ہوتا ہے یا کبھی نقصان بھی اس پر صاحب علم اور وہ اشخاص جو اس معاملے سے واقف کار ہیں روشنی ڈالیں ، اگر گورنمنٹ کو نقصان بھی ہوتا ہے تو وہ اس کی تلافی کی کوئی نہ کوئی صورت اختیار کرتی ہوگی ، یا روپیہ جمع کرنے والوں پر اس کا بار آتا ہوگا ہر عیا پر اس کا بوجھ ڈال کر اپنا نقصان پورا کرتی ہوگی ، واللہ اعلم ، اور یہ جبر و تشدد ہمارے روپوں کی بدولت ہو غرض یہ کہ ایسے بنکوں میں شرکت کسی طرح درست نہیں ،

(۲) ایک بینک وہ بھی میں جو مہاجنی اصول پر چلتے ہیں امانت دار ، (نہیں بلکہ سود خور) اس میں روپیہ جمع کرتے ہیں ، (بغرض حاصل کرنے سود) اور تجارت پیشہ والے اس سے سودی قرض حاصل کرتے ہیں گویا اس کے قائم کرنے کا خاص منشاء یہی ہوتا ہے کہ سود لیں اور دیں اور اس کی حرمت ظاہر ہے اب اس کے دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ اس کا استعمال کہاں ہوتا ہے لچھے کاموں میں یا برے میں کیونکہ اس کی بناء ہی سود پر ہے جس طرح کہ شراب کہ اس کی حرمت میں کچھ شک و شبہ نہیں اس کا سرکہ بنانا ، دوامیں استعمال کرنا وغیرہ سب ممنوع ، دوسرے بات یہ کہ امانت ، (یعنی روپیہ) جو بینک میں جمع رہتا ہے اس کا ذمہ دار بینک خود ہے اور خسارہ صرف حصہ داروں کو ہونا چاہیے لیکن چونکہ روپیہ جمع کرنے والے کو بینک سے سود ملتا ہے لہذا ذیوالہ نکل جانے پر اس کا خسارہ امانت داروں پر بھی پرتا ہے یہ ایک طرف ڈنڈ ہے اور آخرت کا عذاب خدا کی پناہ سخت ہے امانت کی اگرچہ پوچھنے تو یہ صورت ہی نہیں ، امانت اصل میں اسے کہتے ہیں کہ جو چیز جس حالت میں اور جس قدر بطور امانت رکھی جاوے وہ اسی حالت میں اور اسی حالت میں اور اسی قدر واپس بھی لیا جاوے ، اب اظہر من الشمس ہو گیا ، کہ کسی حالت سے اس میں بھی شرکت جائز نہیں ،

(۳) بعض بنکوں میں یہ بھی دستور ہے کہ امانت دار جو ان سے سود لے ، تو وہ اس سودی رقم کو عیسائی مشن کے سپرد کر دیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ آج کل کے جتنے قسم کے بینک اور دیگر مختلف طریقے مروج ہیں سب میں شرکت کرنا قطعی ناجائز ہے لیکن جو لوگ اس میں گرفتار ہیں ان کے لئے مناسب تو یہ ہے کہ باز آئیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا ثَقُوْا لِلّٰهِ وَذُرُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لِّزْوَالِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۲۷۸ فَاِنْ لَّمْ تَقْلُوْا فَاذْنُوْا بِحَرْبٍ مِّنْ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِۦ ۗ وَاِنْ نَّبِئْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَطْلُمُوْنَ وَلَا تَطْلُمُوْنَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو کہ سودی کاروبار پھوڑ دو ، ورنہ پھر اللہ سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ) اس آیت کے آخری حصہ **لَا تَطْلُمُوْنَ وَلَا تُتَطَّلَمُونَ** پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ موجود صورت پر چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ خود سود چینی پر مجبور کرتے ہیں اور نہ لینے پر عیسائی کی مشن کے سپرد کر دیتے ہیں جو مذہب اسلام کے لئے مہلک ہے اس کے متعلق اخبار المجدید میں فتویٰ بھی نکل چکا ہے ۔

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ



مجلس البحث والدراسات  
محدث فتویٰ

## فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 466

محدث فتویٰ